OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk

JIRS, Vol.:2, Issue: 1, Jan – June 2017
DOI: 10.36476/JIRS.2:1.06.2017.10, PP: 115-121

ابن ہمامؒ اوران کی کتاب فتح القدیر کاتعارف و منہج

Ibn e Hummam and His book Fatḥ ul Qadeer: Introduction and Methodology

***ممتاز حسین**

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ ملاکنڈ

****ڈاکٹر عطاء الرحمٰن**

ڈین/چیئرمین، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ ملاکنڈ

Abstract

Fat╒ ul Qadeer is one of the most comprehensive and well organized works in the ╥anafi School of thought. Full name of this book is Fat╒ ul Qadeer Lel 'Aajez el Faqeer. It is a commentary and illustration of Hedaya, the most popular and authentic book in Islamic jurisprudence and in Islamic schools of thought. It is compendium of Islamic knowledge with a discussion on various subjects that are from various types of fiqh and Usool-e-fiqh. Author, Ibn e Hamam used a critical explanation of words from lexical to technical, their grammatical analysis, connection on the basis of grammatical and syntax regulations and illustration of differences between synonyms. The methodology of this book is unique as it provide unprejudiced and impartial in analysis of various topics under discussion and the rational and logical arguments given by the author in support of his view make this book a significant work and a remarkable milestone in fiqh collections. The paper concludes with a comprehensive analysis of the aspects dealt with in terms of methodology and its characteristics.

Keywords: *Fat╒ ul Qadeer, Ibn e Hamam, Hedaya, Fiqh*

تمہید

قران مجید اور سنت رسولؐ کے نصوص کو روزمرہ پیش آنے والے واقعات اور حقائق پر منطبق کرنا اور ان کے مطابق زندگی کو سنوارنے کا نام علم فقہ ہے، علماء نے ہر دور میں لوگوں کی آسانی کی خاطر قران وحدیث سے احکام کا استنباط کرکے ان کو تفصیل سے الگ کتابی شکل میں مرتب کیا،ان کتابوں میں فتح القدیر کو نمایاں مقام حاصل ہے، فتح القدیر حافظ ابن ھمام کی تالیف ہے۔

ابن ہمامؒ کا تعارف و علمی خدمات

حافظ ابن ہمامؒ کا شجرہ نسب کچھ یوں ہے محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود بن حمیدالدین بن سعد

الدین، سیواسی، سکندری، قاہری، حنفی۔[1] سیواسی بلاد روم کے سیواس نامی شہر کی طرف نسبت ہے جو آج کل آسیا صغریٰ کے نام سے جانا جاتا ہے،[2] آپؒ کے والد ماجد سیواس کے قاضی تھے۔ پھر قاہرہ ہجرت کرکے کچھ مدت وہاں قیام کیا۔۔ پھر اسکندریہ چلے گئے۔ جہاں قاضی مالکیؒ کی بیٹی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ان کے بطن سے ۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ء بمقام اسکندریہ ایک بیٹے کی ولادت ہوئی جو بعد میں حافظ ابن ہمامؒ کے نام سے مشہور ہوئے،[3] اصل وطن سیواس کی نسبت کی وجہ سے سیواسیؒ اور جائے ولادت کی طرف نسبت کی وجہ سے اسکندری مشہور ہوئے۔ چونکہ قاہرہ میں ان کے والد نے قیام کیا تھا۔ اس لئے بسا اوقات قاہری نسبت سے بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ ہمام الدین آپؒ کے والد کا لقب تھا۔ لہٰذا آپؒ اس کے ساتھ بھی مشہور ہوئے۔ آپؒ کا لقب کمال الدین اور کنیت ابن ہمام ہے۔ آپؒ کنیت اور لقب دونوں کے ساتھ مشہور ہیں،[4]

مولانا عبدالحیی لکھنویؒ (م: ۱۳۰۴ھ) آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: كان اماما نظارا فروعيا اصوليا محدثا مفسرا حافظا نحويا متكلما منطقيا[5] آپؒ ایک پیشوا، عمیق نظر سے پرکھنے والے، اصول و فروع میں ماہر، تفسیر، حدیث، حفظ، منطق، نحو اور علمِ کلام کے میدان کے شہسوار تھے۔ زرکلی نے ان الفاظ کے ساتھ آپؒ کا تذکرہ کیا ہے: امام من علماء الحنفية عارف باصول الديانات[6] آپؒ علماء احناف میں بڑے درجے کے امام تھے۔ دین کے بنیادی اصولوں، تفسیر، میراث، حساب، لغت، موسیقی اور منطق کے عالم تھے۔ زین الدین ابن نجیم مصریؒ نے آپؒ کو اہل ترجیح میں شمار کیا ہے۔[7] محمد امین بن عابدین الشامیؒ نے آپؒ کو اہل اجتہاد میں شمار کیا ہے۔[8]

حافظ ابن ہمامؒ نے جمعہ کے دن سات رمضان ۸۶۱ھ / ۱۴۵۷ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔[9]

آپؒ نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ایسے علمی مباحث و فوائد پر مشتمل ہے جو دوسری کتابوں میں بہت کم ملتے ہیں۔ ان تصنیفات میں فتح القدیر ایک معرکۃ الآراء تصنیف ہے۔ یہ دراصل برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی کی کتاب ھدایہ کی شرح ہے۔ ھدایہ تحقیق اور علم کی گہرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، ہر مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے اقوال، ہر قول کی دلیل ایک نقلی دلیل اور ایک عقلی دلیل بیان کی، آخر میں امام ابوحنیفہؒ کی ایک دلیل نقلی ایک دلیل عقلی بیان کرنے کے بعد ائمہ مجتہدین کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اس طرح چند سطروں میں دلائل کا ذخیرہ سامنے آجاتا ہے۔ یہ اسلوب تحریر دوسری کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس منفرد حسن ترتیب و انداز بیان کی وجہ سے آٹھ صدیوں کی طویل مدت گزرنے کے بعد اس کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ گزشتہ نصف صدی میں اس کی ضرورت میں مزید اضافہ ہوا ہے بالخصوص ان مسلم ممالک میں جہاں نفاذ اسلام کا عمل جاری ہے اس کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

فتح القدیر کا منہج اور اس کے چیدہ چیدہ خصوصیات

سند کا اہتمام:

فقہ کی کتابوں میں عام طور پر سند کا اہتمام نہیں ہوتا۔ فتح القدیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سند کو بیان کیا گیا ہے۔ حافظ ابن ہمامؒ نے ھدایہ کی سند یوں بیان کی ہے کہ میں نے اپنے استادِ محترم سراج الدین عمر بن علی کنانی کو پوری کتاب پڑھ کر سنائی جو کہ قاری ھدایہ کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے اپنے استاد محترم علاؤالدین سرامی کو پڑھ کر سنائی، انہوں نے جلال الدین شارح کتاب سے، انہوں نے اپنے شیخ علاؤالدین بن عبدالعزیز بخاری سے، انہوں نے استاد العلماء حافظ الدین نسفی سے، انہوں نے شمس الدین محمد بن علی بن عبدالستار بن محمد کردری سے، انہوں نے خود صاحبِ ھدایہ شیخ الاسلام برہان

الدین علی بن ابی بکر مرغینانی سے پڑھی۔[10]

ربط کا بیان:

فتح القدیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک بحث کا دوسرے بحث کے ساتھ ربط بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً "باب صلوۃ الجمعۃ "کا" باب صلوۃ المسافر "کے ساتھ یوں ربط بیان کیاگیاہے۔ پہلے باب میں عارض کی وجہ سے تنصیف (نصف یعنی چار کی جگہ دو رکعت پڑھنا) نماز کا بیان تھا۔ اس میں بھی تنصیف نماز کا بیان ہے مگر یہاں صرف ایک خاص یعنی صرف ظہر کی نماز میں تنصیف ہے اور سابقہ باب میں ہر رباعی نماز میں تنصیف کا ذکر تھا۔ وہ عام ہے یہ خاص ہے۔ اس لئے اس کو مقدم کیا کیونکہ عام کو مقدم کرنا بھی ایک وجہ ہے گویا کہ تخصیص بعد التعمیم کے قبیل سے ہے۔[11]

لغوی، اصطلاحی معنی اور ان کے درمیان مناسبت کا بیان:

مصنف اکثر لغوی معنی بیان کرتے ہیں پھر اصطلاحی معنی اور ان دونوں کے درمیان مناسبت بھی بیان کرتے ہیں۔ استشہاد کے طور پر آیت، حدیث، شعر اور مشہور مقولہ جا بجا پیش کرتے ہیں۔ مثلاً زکوۃ کے لغوی حوالے سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: زکوۃ لغت میں طہارت کو کہتے ہیں۔ استشہاد کے طور پر آیت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی[12] جس نے پاکی حاصل کی وہی درحقیقت کامیاب ہوا۔ دوسرا معنی نموؔ (بڑھوتری) ہے۔ جب کھیتی بڑھنے لگے عرب کہتے ہیں: زکی الزرع اینما کھیتی بڑھنے لگی۔

زکوۃ کے صطلاحی معنی کے حوالے سے لکھتے ہیں! اصطلاح شرع میں زکوٰۃ عین وہ مال ہے جو اللہ کے حق کے طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: وَاٰتُوا الزَّکٰوۃ[13] اور زکوۃ دیا کرو۔ فقہاء کے عرف میں فعلِ ایتاء (ادائیگی) ہی زکوۃ ہے کیونکہ کہ وہ اس دَین و عطا اور ادائیگی کو وجوب سے موصوف کرتے ہیں اور احکامِ شرعیہ کا تعلق بھی مکلّف کے فعل کے ساتھ ہوتا ہے اشیاء کے ساتھ نہیں۔ دونوں معنوں میں مناسبت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ زکوۃ کو زکوۃ کہنے کی وجہ واضح ہے اس لئے کہ زکوۃ سے مال میں بڑھوتری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دونوں جہانوں میں عطا کرتے ہیں۔ نفس اللہ کی مخالفت اور بخل کی بیماری سے پاک ہو جاتا ہے اور فقراء کو ان کا حق مل جانے سے مال بھی غیر کے حق سے پاک ہو جاتا ہے۔[14]

مفردات کی تشریح:

حافظ ابن ہمامؒ بوقت ضرورت مفردات کی تشریح اور تلفظ کی تصحیح بھی کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول پاک کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر قطری پگڑھی تھی۔ آپ نے اس کے نیچے ہاتھ داخل کرکے سر کے آگے کی جانب مسح کیا۔[15] قطریہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ لفظ قاف کے کسرے اور طا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ سرخ رنگ کا لباس ہوتا ہے جس پر خاص قسم کا نقش و نگار ہوتا ہے۔ یہ قطر نامی جگہ کی طرف منسوب ہے جو عمان اور سیف البحر کے درمیان ہے۔ یہ ازہری کا قول ہے۔ دوسرے اہل لغت کا قول ہے کہ یہ ایک قسم کی چادر ہے جس میں سرخی ہوتی ہے اور خاص قسم کے نشانات ہوتے ہیں۔ ان چادروں میں کچھ نہ کچھ کھردراپن ضرور ہوتا ہے۔[16]

صرفی تحقیق:

اس شرح میں اگر ایک طرف آپ کو فقہ کا عظیم ذخیرہ ملے گا تو دوسری طرف دوسرے علوم و فنون کے انوکھے شہ پارے بھی ملیں گے۔ مثلا: تہمت کی صرفی تحقیق کے بارے میں لکھا ہے التہمۃ حرکات کے ساتھ وھمت الشئی سے ماخوذ

ہےوھم یھم وھماباب ضرب سے ہے۔ ای وقع فی خلدی میرے دل میں (یہ بات) بیٹھ گئی۔دل میں جو خیال بیٹھ جاتا ہے وہ وہم کہلاتا ہے۔اتھمت فلانا بکذااصل میں اوتھمت تھا جیسے اتکلت اوتکلت تھااعتمدت کے معنی میں ہے، میں نے اعتماد کیا، ما قبل کسرے کی وجہ سے واو کو یا کر دیااور یا کو تا سے تبدیل کرکے باب افتعال کا تا میں ادغام کر دیااتھمت اوراتکلت بن گیا[17]

نحوی تحقیق:

جہاں نحوی قواعد کے لحاظ سے اشکال پیدا ہوتا ہے وہاں مصنفؒ جواب دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً: فرائض الصلوۃستۃاس عبارت پر اشکال یہ ہے کہ فرائض جمع ہے فریضۃ کی۔ یہ معدود ہے اور ستۃ عدد ہے۔ تین سے لے کر نو تک عدد کا قاعدہ یہ ہے کہ عدد تذکیر و تانیث میں معدود کے خلاف ہوگا۔اب یہاں عدد بھی مؤنث ہے اور معدود بھی مؤنث ہے۔جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر فرائض کو فروض کی تاویل میں لے لیں تو اشکال وارد نہیں ہوگا کیونکہ فروض فرض کی جمع ہے۔صاحبِ عنایہ کہتے ہیں کہ بعض نسخوں میں ستۃ کی بجائے ست ہے سو تاویل کی ضرورت ہی نہیں۔[18]

قریب المعنی الفاظ میں فرق:

قریب المعنی الفاظ میں فرق بھی جابجا بیان کرتے ہیں۔ مثلاصفت اور وصف میں کیا فرق ہے؟صفت اور وصف اہلِ لغت کے یہاں ہم معنی اور مترادف ہیں لیکن متکلمین فرق کرتے ہیں۔ موصوف میں موجود صفت کے ذکر کرنے کا نام وصف ہے اور صفت وہی ہے جو موصوف میں موجود ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔ صاحبِ عنایہ کہتے ہیں کہ واصف کے کلام کو وصف کہتے ہیں اور موصوف کی ذات کے ساتھ قائم معنی کو صفت کہتے ہیں۔[19]

منطقی استدلال:

حافظ ابن ہمامؒ کی طرح قاضی زادہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر فن میں مہارت سے نوازا تھا۔اگر کہیں منطقی انداز میں بات کرنے کی ضرورت آئی ہے تو کھل کر بات کی ہے۔ مثلاً ھدایہ کی عبارت ہے: الملاھی کلھاحرام لہو ولعب کے تمام آلات حرام ہیں۔دوسری طرف ارشادِ خداوندی ہے: اعلموا انماالحیاۃالدنیالعب ولھو[20] جان لو کہ دنیوی زندگی لہو ولعب ہے اور لہو لعب بشمول تمام انواع کے حرام ہیں۔حالانکہ یہ خلافِ حقیقت ہے کیونکہ دنیوی زندگی میں کئی امور مطلوب ہیں۔ مثلاً حدیث میں صراحت کے ساتھ تین باتوں کی اجازت ہے گھوڑ سواری، تیر اندازی اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ شغل رکھنا۔[21]

اس کا منطقی انداز میں جواب یہ ہے کہ یہ شکل ثالث ہے۔ اس کا نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا یعنی بعض لہو لعب حرام نہیں ہے اب اشکال ہی ختم ہوگیا۔ منطقی انداز میں تفصیلی گفت و شنید کے بعد سادہ الفاظ میں بھی اس اشکال کا حل پیش کیا ہے کہ دنیوی زندگی لھو و لعب ہے۔یعنی کھیل کود اور تماشے کی طرح جلد ختم ہونے والی ہے گویا کہ بلیغ انداز میں دنیا کی فنا بیان کی گئی ہے۔[22]

اہم اصطلاحات کی تعریف کرنا:

جابجا مصنفؒ بعض اصطلاحی الفاظ کی تعریف کرتے ہیں۔مثلاً سنت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ما واظب علیھاالنبی ﷺمعترکہ احیاناًسنت ہر وہ عمل ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار ترک کرنے کے باوجود ہمیشگی اور دوام فرمایا ہو۔

قرآن وسنت سے استدلال:

فقہاء عام طور پر قرآن وسنت سے دلیل پیش کرتے ہیں۔ تاہم فتح القدیر کو اس باب میں امتیازی مقام حاصل ہے جس کا اندازہ کتاب کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً "باب الماء الذی یجوزبه الوضوء" کے تحت سورہ فرقان کی درج ذیل آیت سے استدلال کیا ہے: وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوراً۔[23] ہم نے آسمان سے صاف ستھرا پانی برسایا۔

اسی باب میں سورہ زمر کی اس آیت سے استدلال کیا ہے أَلَمْ تَرَى أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الأَرْضِ۔[24]

اسی باب میں سورہ انفال کی اس آیت سے استدلال کیا ہے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ[25]

اسی باب میں درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے: الماء طهور لا ينجسه شيئ[26] فقال ﷺ هو طهور ماءه والحل ميتته[27] پھر ان احادیث پر اسی باب میں تفصیلی بحث کی ہے۔[28]

تحقیق کا عادلانہ انداز:

ابن ہمامؒ اگرچہ حنفی عالم ہیں لیکن آپؒ کی تحریر مذہبی تعصب سے پاک ہے۔ فتح القدیر کے محقق نے آپؒ کی اس عادلانہ خصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> "وقد سلك في أكثر تصانيفه لاسيما في فتح القدير مسلك الانصاف مجتنبا التعصب المذهبي والاعتساف إلا ما شاء الله"۔[29]

آپؒ نے اپنی اکثر تصانیف میں عموماً اور فتح القدیر میں خصوصاً انصاف کی راہ کو اپنایا اور مذہبی تعصب سے اجتناب کیا ہے۔

مسامحات ھدایہ پر تنبیہ کرنا:

حافظ ابن ہمامؒ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تسامحات ھدایہ پر تنبیہ کرتے ہیں۔ مثلاً صاحب ھدایہ فرماتے ہیں کہ میت کو قبر میں رکھنے والا بسم الله وعلى ملةرسول الله پڑھے، اس لئے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہؓ کو قبر میں رکھتے وقت یہ الفاظ کہے تھے۔ حافظ ابن ہمامؒ کہتے ہیں کہ یہاں صاحبِ ھدایہ سے کوتاہی اور تسامح ہوا ہے، اس لئے کہ ابودجانہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یمامہ میں وفات پائی تھی بلکہ یہ ذوالبجادینؓ تھے۔ پھر آگے ان الفاظ کے دہرانے پر صحیح احادیث پیش کی ہیں۔[30]

اہم مباحث کی تفصیل:

جو بحث آپؒ کے دل کو لگی، آپؒ نے اس کو اہم سمجھا اور اس کو خوب شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ مثلاً حجۃ الوداع کے خطبہ کو پوری تفصیل سے لکھا ہے۔[31]

احکام کی حکمت بیان کرنا:

بسا اوقات احکام کی حکمتیں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً روزے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے نفس کی شہوت ٹوٹ جاتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ جب نفس بھوکا ہو تو اعضاء سیر ہوتے ہیں اور جب نفس سیر ہو اعضاء بھوکے ہو جاتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے دل کا میل صاف ہوتا ہے۔ فقرا کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی رحمتوں کے نزول کا سبب

بنتا ہے۔[32]

راجح اور مرجوح اقوال کی نشان دہی کرنا:

اگر ایک مسئلہ میں متعدد آراء ہوں تو آپؒ ان میں ایک رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً صاحبِ قدوری کہتے ہیں کہ وضو میں نیت، استیعاب اور ترتیب مستحب ہے۔ صاحبِ ھدایہ نے تینوں کو سنت کہا ہے۔ حافظ ابن ہمامؒ نے صاحب ھدایہ کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے کہ صاحبِ قدوری کا قول روایت و درایت دونوں کے خلاف ہے کیوں کہ مشائخ و علماء کی تصریحات سے ان کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔[33]

نتائج

اس پوری علمی بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ "ابن ھمام" کا "فتح القدیر" میں انداز بیان کچھ حوالوں سے دیگر فقہاء سے مختلف ہیں۔ جس تحقیقی انداز کو مؤلف نے اختیار کیا ہے اس کو مختصراً درج ذیل نکات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے۔:

- ابن ھمام نے کتاب کی ابتداء میں باقاعدہ سند صاحب ھدایہ تک ذکر کیا ہے۔
- مباحث کا ایک دوسرے کے ساتھ ربط کا اہتمام فرمایا ہے۔
- ہر بحث کے ابتداء میں لغوی اور اصطلاحی تحقیق اور مفردات کی تشریح اور تلفظ کی تصحیح کرتے ہیں۔ قریب المعنی الفاظ میں فرق بھی جابجا بیان کرتے ہیں۔
- ہر جگہ پر قرآن وسنت سے استدلال پیش کی ہے اور اگر کہی منطقی انداز میں بات کرنے کی ضرورت آئی تو آپ نے منطقی استدلال سے بھی استشہاد کیا ہے۔
- مسائل کے بیان میں آپ کا انداز محققانہ ہے۔ حنفی مسلک سے تعلق کے باوجود آپ نے مذہبی تعصب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے۔
- صاحب ھدایہ کا مقام ملحوظِ خاطر رکھنے کے باوجود آپ نے اُن کے مسامحات اور کوتاہیوں پر کھل کے گرفت کی ہے۔
- اکثر مقامات پر بیان احکام کی ضمن میں شرعی احکام پر عقل کی ترازوں سے بحث کرکے اس کی حکمتیں ذکر فرماتے ہیں۔
- ایک مسئلہ میں اگر فقہاء کی متعدد آراء ہوں تو ان پر عالمانہ بحث کرکے راجح و مرجوح اقوال کی نشان دہی کرتے ہیں۔

حواشی ومصادر

[1] زرکلی، خیر الدین م: ۱۳۹۶ھ، الاعلام، ج ۶، ص ۲۵۵، دار العلم للملائین، بیروت، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

[2] الحربی، احمد بن عوض اللہ، الماتریدیۃ دراسۃً و تقویماً ص ۱۲۴۔۱۲۵، مکتبۃ الریاض، سن طباعت نامعلوم

[3] السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن م: ۹۰۲ھ، الضوء اللامع لاھل قرن التاسع، ج ۱، ص ۶۵، مکتبۃ القدسی، القاہرہ، ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء

[4] لکھنوی، ابوالحسنات محمد عبد الحئ بن عبد الحلیم م: ۱۲۹۲ھ، الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیہ، ص ۲۳۴،۱۸۱، مطبعۃ السعادۃ، القاہرہ، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

[5] الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیۃ، ص ۱۸۱، ۱۸۰

[6] الاعلام، ج ۱۴، ص ۴۸

[7] ابن نجیم، زین الدین ابن ابراھیم م: ۹۷۰ھ، البحر الرائق، ج ۲، ص ۲۷، مکتبہ ماجدیہ، سن طباعت نامعلوم

[8] ابن عابدین الشامی، محمد امین بن عمر م: ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار، ج ۲، ص ۳۸۸، دارالمعرفت، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء

[9] الضوء اللامع لاھل قرن التاسع، ج ۱، ص ۶۵

[10] فتح القدیر، ج ۱، ص ۸

[11] ایضاً، ج ۲، ص ۴۷

[12] الاعلیٰ: ۱۴

[13] البقرہ: ۳۰

[14] فتح القدیر، ج ۲، ص ۱۶۳

[15] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق السجستانی م: ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد رقم: ۱۷۴، مطبعہ مصطفیٰ البابی، القاہرہ، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء

[16] فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۴

[17] ایضاً، ج ۷، ص ۱۶۹

[18] عنایہ علی ھامش الفتح، البابرتی، اکمل الدین م: ۷۸۶ھ، عنایہ علی ھامش الھدایہ، ج ۱، ص ۲۸۰، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ، سن طباعت نامعلوم

[19] عنایہ علی ھامش الفتح، ج ۱، ص ۲۸۰

[20] الحدید: ۲۰

[21] فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۸۰

[22] قاضی زادہ، شمس الدین احمد بن قورد م: ۹۸۸ھ، نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار تکملہ فتح القدیر، ج ۱۰، ص ۱۶-۱۷، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ، سن طباعت نامعلوم

[23] الفرقان: ۴۸

[24] الزمر: ۲۱

[25] الانفال: ۱۱

[26] سنن ابوداؤد رقم: ۶۶

[27] ابوداؤد، رقم: ۸۳

[28] فتح القدیر، ج ۱، ص ۸۴

[29] مقدمۃ التحقیق لفتح القدیر، ص، د

[30] ایضاً، ج ۲، ص ۱۴۶

[31] ایضاً، ج ۳، ص ۴۱۰

[32] ایضاً، ج ۲، ص ۳۰۶

[33] ایضاً، ج ۱، ص ۳۳